8141 ـ كفار كے بنكوں ميں ركھی گئی رقم پر سود لينے كا حكم

سوال

ميرے اصل وطن ميں بعض ايسی كمپنياں ہيں جو رقم ركھ كر ماہانہ فائدہ ديتی ہيں، اور اصل مال ميں كوئی رد وبدل نہيں ہوتا، لہذا اس شكل ميں ہونے والی آمدن كا حكم كيا ہے؟ اور كيا كسی بيوہ كے ليے اس آمدن كو اپنے اور اپنے خاندان پر صرف كرن جائز ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد لله.

مستقل فتوى اور علمی ريسرچ كميٹی كے سامنے اسی سے ملتا جلتا ايك سوال پيش كيا گيا جو مندرجہ ذيل ہے:

امت (الامۃ) ميگزين نے مغربی ممالك اور دار الكفر ميں ہونے والے مالی معاملات كے بارہ ميں ايك فتوى شائع كيا ہے: جو بالنص ذيل ميں پيش خدمت ہے:

امام ابو حنيفہ رحمہ اللہ تعالى دار الحرب ميں حربی كفار سے سود لينے اور ہر ايسے معاہدے يا معاملہ كو جائز سمجھتے ہيں جس كا فائدہ مسلمان شخص كو پہنچتا ہو، ليكن يہ اس وقت تك ہے كہ جب يہ رضامندی كے ساتھ ہو، اور اس ميں دھوكہ اور خيانت نہ پائی جائے.

لہذا اگر يہ صحيح ہو تو اس سے فرانس ميں بعض مسلمانوں كا فائدہ حاصل ہو گا، كيونكہ ہمارے پاس جو فنڈ آتا ہے وہ صرف كرنے سے قبل كئی كئی ماہ بنك ميں رہتا ہے، اور اس پر حاصل ہونے والے فائدہ سے بنك كے علاوہ كوئی اور فائدہ حاصل نہيں كرتا، اگر يہ فتوى صحيح ہو تو دار الحرب ميں ہم اپنے مال پر فوائد سے استفادہ كر سكتے ہيں، اور كم از كم يہ مال ہم فقراء و مساكين كو تو پيش كريں گے، ان كے علاوہ كسی اور كو نہيں، اس مقصد كے پيچھے اللہ تعالى ہے.

تو شيخ عبدالعزيز بن باز رحمہ اللہ تعالى كی سربراہی ميں قائم مستقل فتوى كميٹی كا جواب تھا:

اول:

كفار اور ہمارے مابين مالی معاہدے اور منافع كا تبادلہ اس وقت تك صحيح ہے جب تك وہ شريعت اسلاميہ كے معاہدے كی شروط پر پورا اترتا ہو.

دوم:

سودی لین دین مطلقا حرام ہے، چاہے وہ مسلمانوں کے مابین ہو یا پھر کفار اور مسلمانوں کے مابین، اور چاہے کفار حربی ہوں یا پھر غیر حربی .